OPEN ACCESS: Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235 & ISSN (PRINT): 2710-0227
https://www.arjicc.com

نابینا صحابی عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی سر گرمیاں اور عصری تطبیق

The efforts of the blind companion Abdullah Ibn Maktoum (RA) and their contemporary applications

Kinza Malik
M.Phil Scholar Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra.
Email: malikman813@gmail.com

Amina Shah Jahan
M.Phil Scholar Department of Islamic & Religious Studies Hazara University.
Email: aminashahjahan1@gmail.com

Dr. Muhammad Anees Khan
Lecturer Department of Islamic & Religious Studies Hazara University Mansehra.
Email: manees332@gmail.com

Received on: 02-01-2025 Accepted on: 03-02-2025

Abstract

While preaching the faith, the Holy Prophet (PBUH) and his companions faced sever al challenges.Of these comrades,Abdullah Ibn Maktoum RA) was one. Despite being blind, he played a significant part in spreading Islam. He was an early convert to Islam. Throughout His life, the Holy Prophet (PBUH) gave him several tasks, and He completed them successfully. His role is described in the Holy Quran and Hadith. His diverse tasks and involvement in several activities led to the idea that blind persons may participate in a variety of national concerns. Thus, the role of Abdullah Ibn Maktoum (RA) and the lessons that may be drawn from his life for the modern period are described in this research article.

Keywords: Abdullah Ibn Maktoum, Activities, Application.

تعارف:

عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ ایک مشہور صحابی ہیں۔ آپ کی کنیت ابن ام مکتوم ہے جب کہ ابن سعد نے اپ کی کنیت ابن سائب بیان کی ہے جبکہ [1] بعض لوگوں کے نزدیک آپ کا نام عبداللہ بن عمرو ہے اور بعض کے نزدیک آپ کا نام عمرو بن قیس بن شریعہ بن مالک تھا۔ عبداللہ ابن مکتوم کے نام میں اختلاف ہے بعض لوگ عبداللہ کہتے ہیں اور بعض لوگ عمرو۔ آپ کے والد کا نام قیس بن زائدہ تھا اور آپ قریش کے قبیلہ شاہ بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی والدہ کا نام عاتکہ تھا اور ان کا تعلق قبیلہ بنو مخزوم سے تھا اور آپ کی والدہ کی کنیت ام مکتوم تھی اسی نسبت سے آپ کو ابن ام مکتوم کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کا نابینا پن بچپن ہی سے تھا اور اس

حوالے سے ابن سعد نے ایک روایات نقل کی ہیں:

''قال انس: ان جبرائیل آتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعندہ ابن ام مکتوم فقال : متی ذھب بصرک ؟ قال: وانا غلام۔"[2]

"انس رضی اللہ عنہ نے فرمایار سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبرائیل امین آئے ابن مکتوم بھی حاضر تھے جبرائیل نے پوچھا کہ تمہاری نظر کب گئی انہوں نے کہا اس وقت جب میں بچہ تھا"۔

عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام اور ہجرت:

حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے قبول کر لی اور وہ ان ابتدائی افراد میں شامل ہو گئے جنہوں نے اسلام قبول کیا۔ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی قربت حاصل تھی اور آپ حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالی عنہا کے ماموزاد بھائی تھے۔آپ کو اولین صحابہ رضی اللہ عنہ میں شمار کیا جاتا ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سورہ عبس کی ابتدائی آیات نازل ہوئی۔جسمانی کمزوری (نابینا) باوجود آپ رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور مہاجرین کی صف میں شامل ہو گئے۔

ابواسحاق نے براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں۔سب سے پہلے جو شخص ہمارے پاس ہجرت کر کے آئے ہیں وہ مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے ان کے بعد ابن مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے۔[3]

اس کے ساتھ ایک حوالہ یہ بھی ملتا ہے کہ آپ نے احد کے بعد مدینہ ہجرت کی۔[4]

حضرت عبداللہ ابن مکتوم صرف علم تک ہی محدود نہ رہے بلکہ عملی میدان میں بھی انہوں نے بہت سے کام کیے اور باقی صحابہ رضی اللہ عنہ کے شانہ بشانہ رہے۔وہ اسلام کی راہ میں جان دے بھی سکتے تھے اور لے بھی سکتے تھے۔ایک دفعہ مدینہ میں ایک یہودی عورت ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی پڑوس میں رہتی تھی۔وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتی تھی آپ رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر ڈالا اور پھر اس واقعے کو ابن سعد نے اس طرح نقل کیا ہے۔

''نزل ابن ام ماکتوم علی یھودیۃ بالمدینۃ عمۃ رجل من الانصار فکانت ترفقۃ و تؤ ذیہ فی اللہ و رسول فتنا ولھا فضربھا فقتلھا فر فع الی انبیﷺ فقال: اما و اللہ یا رسول اللہﷺ ان کانت لتر فقنی ولکنھا آذنتی فی اللہ و رسولہ فضربھا فقتلھا ۔فقال رسولﷺ:ابعدھا اللہ تعالیٰ فقد ابطلت دمھا''[5]

"ابن مکتوم مدینہ میں ایک یہودیہ کے پاس آئے جو ایک انصاری کی پھوپھی تھی وہ ان پر مہربانی کرتی تھی مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملے میں انہی ایذادیتی تھی،انہوں نے اسے مار کر قتل کر دیا۔نبی سے شکایت کی گئی،عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ مجھ پر مہربانی کرتی تھی لیکن اس نے مجھے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اایذادی تو میں نے اس سے مار کر قتل کر دیا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے اور اس نے اپنا خون باطل کر دیا۔"

نابینا صحابی حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی دینی اور علمی خدمات:

حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ موذن، حافظ اور قاری بھی تھے۔آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے قرآن سیکھتے اور اسلامی تعلیمات کے فروغ میں اہم کردار ادا کرتے تھے۔ سیدنا ابن عمر سے روایات ہے:

"كان رسول اللهﷺ مؤذنان بلال ، وابن ام مكتوم الاعمى-"[6]

نابینا ہونے کی وجہ سے اذان دینا مشکل ہوتا ہے کیونکہ نماز کے جو اوقات ہوتے ہیں وہ سورج اور دن رات کے حساب پر ہوتے ہیں اور کوئی بھی نابینا شخص اپنے بل بوتے پر اس کا تعین نہیں کر سکتا لیکن اس کے باوجود عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو موذن بنایا گیا تھا۔

صحیح بخاری میں کئی روایات اس حوالے سے منقول ہیں۔

''عن سالم بن عبدالله عن ابيہ، رسول اللهﷺ قال: انا بلالہ يذو ن بليل فكلوا وشربوا حتى ينادى ابن ام مكتوم، ثم قال: و كان رجلا اعمى لا ينادى حتى يقل لہ اصبحت اصبحت''[7]

"سالم بن عبداللہ اپنے والد سے روایات نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بلال تو رات رہے اذان دیتے ہیں اس لیے تم لوگ کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دیں۔راوی نے کہا ہے کہ وہ نابینا تھے اور اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک ان سے کہا نہ جاتا کہ صبح ہو گئی صبح ہو گی۔"

اس طرح ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ

"عن عبدالله ابن عمر، ان رسول الله قال: ان بلالہ ينادى بليل، فكلوا وشربوا حتى ينادى ابن ام مكتوم"[8]

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا دیکھو بلال رات رہے میں اذان دیتے ہیں اس لیے تم لوگ [سحری] کھا پی سکتے ہو جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دیں۔

عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کا جذبہ جہاد:

نابینا صحابہ کرام بھی جذبہ جہاد میں پیش پیش تھے۔حالانکہ نابینا افراد پر جہاد فرض نہیں تھا اس کے باوجود وہ جہاد میں شرکت کرتے رہے اور خود کو مجاہد اسلام ثابت کرتے رہے۔

قرآن مجید کی اس آیات کا شان نزول نابینا صحابی کے ذوق جہاد کا آئینہ دار ہے:

" لَّا يَسْتَوِي ٱلْقَٰعِدُونَ مِنَ ٱلْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُوْلِي ٱلضَّرَرِ وَٱلْمُجَٰهِدُونَ فِي سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْۚ فَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَٰهِدِينَ بِأَمْوَٰلِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ عَلَى ٱلْقَٰعِدِينَ دَرَجَةًۚ وَكُلًّا وَعَدَ ٱللَّهُ ٱلْحُسْنَىٰۚ وَفَضَّلَ ٱللَّهُ ٱلْمُجَٰهِدِينَ عَلَى ٱلْقَٰعِدِينَ أَجْرًا عَظِيمًا"۔[9]

"اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بغیر عذر کے بیٹھے رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھے رہنے والوں پر اللہ تعالی نے درجوں میں بہت فضیلت دی رکھی ہے اور یوں اللہ تعالی نے ہر ایک کو خوبی اور

اچھائی کا وعدہ کیا ہے لیکن مجاہدین کو بیٹھے رہنے والوں پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔"

جب اس آیت کا نزول ہوا تو وہ صحابہ جو معذور تھے فکر مند ہوئے کہ اس طرح ہم جہاد سے محروم ہو جائیں گے یہ واقعہ مختلف کتبِ حدیث میں بیان ہوا ہے۔" صحیح بخاری"میں براء بن عازب سے روایت ہے:

"لما نزلت: لا یستوی القاعدون من المومنین، دعا رسولﷺ زیدا فجاء یکتف فکتبها وشکا ابن ام مکتوم ضرارته فنزلت لا یستوی القاعدون من المومنین غیر اولی الضرر۔"[10]

"جب آیت لایستوی قائدون من المومنین ،نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے زید بن ثابت جو کاتب وحی تھے کو بلایا، آپ ایک چوڑی ہڈی لے کر حاضر ہوئے اور اس آیت کو لکھا اور ابنِ مکتوم نے جب اپنے نابینا ہونے کی شکایت کی تو آیت یوں نازل ہوئی لا یستوی القاعدون المومنین غیر اولی اضرر۔"

ایک دفعہ جب رسول اللہ کچھ آیت لکھوا رہے تھے تو ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ ﷺ لو استطیع الجهاد دلجاهدت"[11]

"یارسول اللہ ﷺ اگر مجھ میں طاقت ہوتی تو میں بھی جہاد میں شریک ہوتا۔"

عبداللہ ابن مکتوم کی اس بات سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ان کو جہاد میں شرکت کی بہت آرزو تھی۔

زید بن ثابت بیان کرتے ہیں کہ ابن ام مکتوم کی گفتگو کرنے کے فورا بعد رسول اللہ پر وحی کا نزول ہوا اور اپ کی ران مبارک جو میری ران پر تھی اس قدر بوجھل ہو گئی کہ یوں محسوس ہوتا تھا گویا میری ران اس بوجھ سے پھٹ جائے گی اس کے بعد آپ نے غیر اولی الضرر کے الفاظ لکھوائے۔

اسی طرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے عبداللہ ابن مکتوم تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نابینا ہوں اور چنانچہ وہیں اس طرح یہ آیت نازل ہوئی لا یستوی القاعدون من المومنین غیرا اولی اضرر مجاہدون فی سبیل اللہ۔"

" صحیح بخاری"میں ایک روایت ہے

"فجا ابن ام مکتوم فشکا ضرارته فانزل الله غیرا اولی اضرر۔"[12]

"ابن ام مکتوم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے نابینا ہونے کا عذر پیش کیا۔ تو اللہ تعالی نے غیر اولی ازظر کے الفاظ مزید نازل کیے"۔

اسی طرح ایک روایت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ عبداللہ ابن مکتوم نابینا ہونے کی وجہ سے جہاد سے رخصت حاصل کرنا چاہتے تھے وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کے نابینا ہونے کی وجہ سے جہاد میں کوئی مشکل پیش آئے تو حضرت عبداللہ ابن مکتوم نے جہاد سے رخصت طلب کی روایت کے مطابق۔

"فقال هل لی رخصته؟ فنزلت غیراولی الضرر۔"[13]

"کیا میرے لیے رخصت ہے؟ پھر یہ الفاظ اترے جو معذور نہ ہوں۔"

عبداللہ ابن مکتوم کو جہاد کی بہت طلب تھی لیکن وہ اس وجہ سے رخصت طلب حاصل کرنا چاہتے تھے کہ ان کی بینائی کی وجہ سے جہاد میں کوئی رکاوٹ نہ بن جائے۔

عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی سر گرمیوں کی عصری تطبیق:

حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد صحابہ کرام مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن مکتوم جو کہ ایک نابینا صحابی تھے اسلامی تاریخ میں ان کا کردار بہت نمایاں ہے اور ان کی زندگی کے بہت سے پہلو عصر حاضر میں نابینا افراد کو حوصلہ افزائی فراہم کرتے ہیں۔ عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ نے نابینا ہونے کے باوجود دین کی دعوت کو پھیلانے میں اہم کردار ادا کیا وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ آپ ﷺ نے جس معاشرہ کی بنیاد رکھی اس معاشرے میں ہر ایک انسان کو اپنی صلاحیت اجاگر کرنے کے مواقع حاصل تھے۔ ایک مرتبہ رسول اللہ دین حق کی دعوت کے سلسلے میں سرداران قریش کی جانب متوجہ تھے تو نابینا صحابی ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ خیال کیا کہ ان سرداروں سے اگر ذرا سی بھی غفلت کی گئی تو دعوت حق کا بہترین موقع ہاتھ سے چلا جائے گا۔ اس خیال سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کی امداد اور سوال کرنے پر ناگواری محسوس کی ۔اس حوالے سے علامہ ابن کثیر فرماتے ہیں۔

''ذکر غیر واحد من المفسرین ان رسول اللہ ﷺ کان یوم یخاطب بعض عظما ءقریش، وقد طمع فی اسلامہ، فبینما ھو یخاطب ویناجیہ اذا اقبل ابن ام مکتوم ۔ وکان ممن اسلم قدیما۔ فجعل یسال رسول ﷺ عن شیء ویلح علیہ، وود النبی ﷺان لو کف ساعتہ تلک لیتمکن من مخطب ذلک الرجل؛''[14]

بہت سے مفسرین سے مروی ہے کہ رسول اللہ ایک مرتبہ قریش کے سرداروں کو اسلامی تعلیم سمجھا رہے تھے اور مشغولیت کے ''ساتھ ان کی طرف متوجہ تھے۔ دل میں خیال تھا کیا عجب اللہ تعالی انہیں اسلام نصیب کر دے۔ ناگہاں سیدنا ابن ام مکتوم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ عموما رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہتے تھے اور دین اسلام کی تعلیم سیکھتے رہتے اور مسائل دریافت کرتے رہتے تھے ۔آج بھی حسب عادت آتے ہی سوال شروع کر دیے اور آگے بڑھ کر حضور ﷺ کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا۔ آپ چونکہ اس وقت ایک اہم دینی امر میں پوری طرح مشغول تھے اس لیے ان کی طرف توجہ نہ دی۔

عرب کے معاشرے میں ناپسندیدہ لوگوں کے ساتھ کھانا کھانا، اپنا توہین سمجھتے تھے اور وہ لوگ جو زیادہ غریب کمزور ہوتے تھے ۔ان کے ساتھ بہت برا سلوک کیا جاتا تھا۔ پھر اسلام نے جو معاشرہ قائم کیا اس میں معذور افراد کو ہر کام میں شرکت کرنے کی دعوت دے دی گئی تاکہ معذور افراد کھانے اور دوسرے کاموں میں ہچکچاہٹ محسوس نہ کریں۔ کھانے کے دوران نابینا افراد کے ذہن میں یہ خیال بھی آسکتا ہے کہ کہیں وہ اپنے دوسرے ساتھی کا بھی کھانا نہ کھائیں اس لیے نابینا افراد سب کے ساتھ کھانا کھانے میں جھجک محسوس کرتے تھے۔ قرآن کریم نے وضاحت کے ساتھ تعلیمات عطا کی ہیں۔ اللہ رب العزت نے سورہ نور میں ارشاد فرمایا:

"لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا"[15]

"اس امر میں کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم کھاؤ پیو خواہ اکٹھے ہو کر یا الگ الگ"

اسطرح معاملات میں عزت نفس کا پہلو مد نظر رکھنا چاہیے اور نابینا افراد کو کھانے میں دعوت نہ دے کر اس طرح ان کی عزت نفس مجروح ہوتی ہے اور وہ اس احساس کمتری کا شکار ہوتے ہیں۔ صحابہ کرام کے دور میں نابینا افراد کو بہت عزت حاصل تھی اس دور کے مثالوں پر عمل پیرا ہو کر آج بھی معاشرے میں نابینا افراد کو وہ مقام اور عزت حاصل ہونا چاہیے۔

اسلام سے پہلے معاشروں میں نابینا افراد کو کوئی عزت اور مقام حاصل نہیں تھا۔آج بھی عام طور پر یہی رویہ اختیار کیا جاتا ہے نابینا اور باقی معذور افراد میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ وہ معاشرے میں کمتر افراد ہیں اور اسلام نے اس تصور کا قلع قمع کرتے ہوئے سماجی شمولیت کو یقینی بنایا، ارشاد فرمایا:

[16] "لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا"

"اس میں تمہارے لیے کوئی گناہ نہیں ہے سب مل کر کھاؤ یا الگ الگ"

رسول اللہ ﷺ نے کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو نظر انداز نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے نابینا صحابہ کرام سے ان کی صلاحیتوں کے مطابق کام لیا اسی طرح عبداللہ ابن مکتوم کو جب آذان کی ذمہ داریاں سونپی تو سیدنا عتبان بن مالک، عمیر بن عدی کو بھی امامت کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔امامت کی ذمہ داری بہت اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا نابینا صحابی کو موذن اور امام مقرر کرنا اس بات کی عکاسی ہے کہ نابینا افراد کو بھی معاشرے میں حیثیت حاصل تھی اور یہ افراد معاشرے پر بوجھ نہیں بلکہ قابل فخر تھے۔ عبداللہ ابن مکتوم کو اذان و امامت کی حد تک نہیں رکھا گیا بلکہ تعلیم و تدریس میں بھی ان کی صلاحیتوں کا اعتراف کیا گیا۔اس بات کا بھی اعتراف کیا گیا کہ نابینا صحابی اپنی صلاحیتوں کو سیاسی میدان میں منوا سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا مصعب بن عمیر کے ہمراہ ابن ام مکتوم کو مدینہ کی طرف روانہ کیا اور اپنا نائب مقرر کیا۔ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو اپنا نائب مقرر فرماتے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ صرف امامت کی ذمہ داری کو پورا کرے اور عبداللہ ابن مکتوم کا بھی یہی تھا وہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے نائب تھے اور ان کی ذمہ داریوں میں سے اہم ذمہ داری امامت کی تھی۔ سیدنا ابن میں مکتوم سیاسی اعتبار سے بھی بہت اہم مقام رکھتے تھے۔ نابینا افراد کی صلاحیتوں کا اعتراف اسلام نے 1400 سال پہلے پیش کیا نابینا افراد کے حقوق میں یہ ہے کہ انہیں ان کی صلاحیتوں کے مطابق وہ مقام حاصل ہونا چاہیے جس کے وہ حقدار ہیں۔اقوام متحدہ کنونشن 2006ء کا ارٹیکل (27) معذور افراد کے روزگار سے متعلق ہے جس کے مطابق تمام ریاستیں اس بات کی پابند ہیں کہ معذور افراد بشمول نابینا افراد کو برابری کی سطح پر روزگار کے مواقع فراہم کیے جائیں۔[17]

عالمی کنونشن برائے معذوران کے مطابق معذور افراد کو برابری کی سطح پر سیاست میں حصہ لینے کا حق حاصل ہے خواہ وہ بلا واسطہ سیاسی کردار ادا کریں یا بالواسطہ اپنے نمائندوں کے ذریعے حق حاصل کریں معذوری کی بنا پر کوئی امتیاز روا نہیں رکھا جا سکتا۔[18]

عصر حاضر کے مفسر مولانا سید ابوالا علیٰ مودودی لکھتے ہیں:

"جہاں تک معزور آدمی کا تعلق ہے، وہ اپنی بھوک رفع کرنے کے لیے ہر گھر اور ہر جگہ سے کھا سکتا ہے، اس کی معزوری سارے معاشرے پر اس کا حق قائم کر دیتی ہے۔ اس لیے جہاں سے بھی اس کو کھانے کے لیئے ملے وہ اس کے لیے جائز ہے۔"[19]

مولانا مودودیؒ نے معذور کے پورے معاشرے پر استحقاق کا ذکر کیا ہے۔ اس سے ایک تاثر یہ بھی قائم ہوتا ہے کہ معزور افراد کو محتاجی اور بے بسی کی علامت قرار دیا جائے حالانکہ موجودہ دور میں صورتحال بے حد مختلف ہو چکی ہے۔ اگر مولانا مودودی کی اس بات سے اختلاف نہ بھی کیا جائے تب بھی جدید تقاضوں کا ذکر کرنا ضروری ہے تاکہ صرف معذوروں کی بے بسی اور محتاجی کا پہلو دکھائی نہ دے اور کامیابیوں کو بھی نمایاں کیا جا سکے۔

مفتی تقی عثمانی مد ظلہ اللہ فرماتے ہیں: "بعض حضرات جب جہاد کے لیے جاتے تو اپنے گھر کی چابیاں ایسے معذور افراد کے حوالے کر جاتے جو جہاد میں جانے کے لائق نہیں تھے اور ان کو یہ بھی کہہ جاتے تھے کہ ہمارے گھر کی کوئی چیز اگر آپ کھانا چاہیں تو کھالیا کریں اس کے باوجود یہ معزور افراد احتیاط کی وجہ سے کھانے سے پرہیز کرتے تھے۔ اس آیت نے ان کو بھی یہ ہدایت فرمادی کے اتنی احتیاط کی ضرورت نہیں ہے، جب مالک کی طرف سے چابیاں تک آپ کے حوالے کر دی گئی ہیں اور اجازت بھی دی گئی ہے تو اب کھانے میں کچھ حرج نہیں ہے۔"[20]

نابینا افراد سے بد سلوکی کی ممانعت فرمائی گئی ہے اور اللہ تعالی کی لعنت کا سبب قرار دیا ہے ان لوگوں کو جو نابینا افراد کے ساتھ بد سلوکی عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"لعن اللہ من کمہ الاعمیٰ عن السبیل۔"[21]

"اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جس نے اندھے کو راستے سے بھٹکایا۔"

اللہ تعالی کی بہت بڑی نعمت بینائی ہے اور یہ انسان کے لیے ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ اس کی وجہ سے افراد کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کمی کی وجہ سے اسلام نے نابینا افراد کو صبر کی تلقین کی ہے۔ اسلام نے نابینا فراد کو اس بات کی تعلیم دی ہے کہ یہ دنیا میں تو بہت بڑی آزمائش ہے لیکن یہ آخرت میں بہت عظیم ہے اور اس کا اجر بہت بڑا ہے۔

سیدنا انس سے روایت ہے رسول اللہ نے ﷺ ارشاد فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے:

"اذا ابتلیت عبدی بحبیبتہ فصبر منھما الجنتہ یرید عینیہ۔"[22]

"جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں کے ذریعے آزمائش میں ڈالوں اور وہ صبر کرے تو میں اس کے عوض اسے جنت عطا کروں گا دو محبوب چیزوں سے یہاں آپ آنکھیں مراد لے رہے تھے۔"

حدیث قدسی ہے:

قال رسول اللہ ﷺ: ان اللہ یقول : "اذا خذت کریمتی عبدی فی الدنیا لم یکن لہ جزاء عندی الا الجنتہ ۔"[23]

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اللہ فرماتا ہے جب میں اپنے بندے کی پیاری آنکھیں چھین لیتا ہوں تو میرے پاس اس کا بدلہ صرف جنت ہی ہے۔"

اس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ رب العزت نے بینائی لے کر نابینا افراد کو بہت فضیلت عطا فرمائی ہے لیکن اس فضیلت کی جو شرط ہے وہ صبر ہے جو شخص صبر کرے گا اللہ تعالی کے ہاں اس کے لیے فضیلت ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"عن أُبی هريرة ، رفعه الى النبی ﷺ قال: يقول الله عزوجل : من اذهبت بحبيبتيه فصبر و احسب لم ارض له ثوابا دون الجنته۔"[24]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل فرماتے ہیں: جس شخص کی میں نے دو محبوب چیزیں (آنکھیں) لے لیں۔ اس نے اس پر صبر کیا اور اجر و ثواب طلب کرتا رہا تو جنت کے علاوہ کوئی اور صلہ میں اس کے لیے پسند نہیں کروں گا۔"

نتائج البحث:

1: صحابی عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی زندگی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ بینائی کسی فرد کے خدمت کے جذبے کو محدود نہیں کرتی۔

2: دینی تعلیم نابینا افراد کو عزت اور مواقع فراہم کرتی ہے اور حضرت عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہمیں یہ سب کچھ ملتا ہے۔

3: جدید دور میں معذور افراد کے لئیے تعلیم، ٹیکنالوجی اور روزگار کے مواقع پیدا کر کے ان کی زندگی کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

4: اسلام کی نظر میں معذوری کسی بھی شخص کی عزت کو کم نہیں کر سکتی حضرت عبداللہ مکتوم رضی اللہ عنہ کی زندگی سے اس بات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالی نے ہر انسان کو مختلف صلاحیتوں سے نوازا ہے اور ان کی یہ معذوری ان کی کسی بھی کام میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

حوالہ جات

---

[1] طبقات الکبریٰ، محمد بن سعد، ج: ۴، ص: ۱۵۴، دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد، دکن، ۱۹۹۰ء۔

[2] طبقات الکبریٰ، ج، 4، ص، 156

[3] اسد الغابہ، ج، 4، ص، 210

[4] ایضا، ص: ۲۵۱۔

[5] طبقات الکبریٰ، ج، ص: ۱۵۸۔

[6] صحيح مسلم ، ابو الحسين مسلم بن الحجاج القشيرى النيشاپورى، كتاب الصلاة، باب استحباب اتخاد مؤذنين للمسجد الوحد، ج:۱، ۲۸۷ھ، ح ~ ۳۸ ، مطبعته عيسى البابى الحلبى و شركاه، القاهره، ۱۹۰۰ء

[7] البخارى ، كتاب الاذان ، باب اذان الاعمى اذا كان له من يخبره، ج: ۱ص: ۲۲۳ھ

البخارى، كتاب الاذان ، باب اذان الاعمى اذا كان له من يخبره، ج:۱ ،ص: ۲۲۳ھ ، ح:595۔[8]

[9] الانساء:ایت ، 95

[10] صحیح ابخاری ، کتاب الجهاد و السیر، باب لا یستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل الله ،ج:۳،ص:۱۰۴۲،ح:۲۶۷۶۔

[11] صحیح البخاری ، کتاب الجهاد و السیر ، باب قول الله تعالیٰ لا یستوی قاعدون من المومنین ،ج:۳،ص:۱۰۴۲،ح:۲۳۱۶۔

[12] صحیح البخاری، کتاب التفسیر ، باب لا یستوی القاعدون من المؤمنین والمجاهدون فی سبیل الله،ج:ص:۱۶۷۷،ح:۴۳۱۷۔

[13] سنن الترمذی، کتاب فضائل الجهاد، باب ما جاء فی الرخصته لاهل الغذر فی القعود،ج:۶،ص:۱۹۱،خ:۱۶۸۰

[14] تفسیر القرآن العظیم ، ابن کثیر، اسماعیل بن عمر ابو الفداء ، تحقیق: سامی بن محمد سلامہ،ج:۸،ص:۳۱۹،دارطیبہ للنشر والتوزیع،۱۹۹۹ء۔

[15] سورہ النور:ایت،۶۱۔

[16] سورہ النور:ایت،۶۱۔

[17] Convention on the rights of the persons with disabilities, New York,13 , December 2006, United Nations, Treaty series, vol.2015, Article.(27),p.19.

[18] Article. (29), p.21

[19] تفہیم القرآن، مودودی، سید ابوالاعلیٰ،ج:۳ص:۴۲،ادارہ ترجمان القرآن، لاہور،۱۹۴۹ء۔

[20] ترجمہ القرآن، محمد تقی عثمانی،ج:۶،ص:۱۰۸۹،مکتبہ معارف القرآن کراچی، طبع جدید،۲۰۱۱ء۔

[21] مسند احمد، ومن مسند بنی ہاشم، مسند عبداللہ ابن عباس بن عبدالمطلب،ج:۵،ص۸۳،ح:۲۹۱۳

[22] صحیح بخاری، کتاب المرضیٰ، باب فضل من ذهب بصرہ،ج:۵،ص:۲۱۴،ح:۵۳۲۹۔

[23] سنن ترمذی، ابواب الذهد، باب ماجاء فی ذهاب البصر،ج:۴،ص:۲۰۲،ح:۲۴۰۰

[24] سنن ترمذی ، کتاب الدعوت ، باب فی انتظار الفرج وغیر ذٰلک،ج:۵،ص:۵۶۹،ح:۳۵۷۸۔

References

1. Tabaqat al-Kubra, Muhammad bin Saad, vol. 4, p. 154, Da'irat al-Ma'arif al-Uthmaniyya, Hyderabad, Deccan, 1990.
2. Tabaqat al-Kubra, vol. 4, p. 156
3. Asad al-Ghaba, vol. 4, p. 210
4. Also, p. 251
5. Tabaqat al-Kubra, vol. 158
6. Sahih Muslim, Abu al-Husayn Muslim ibn al-Hajjaj al-Qushayri al-Nishapuri, Kitab al-Salaat, Chapter on the Recommendation of Choosing Mu’adhins for the One Mosque, vol. 1, p. 287, H. 38, Isa al-Babi al-Halabi and his Partners, Cairo, 1900
7. Bukhari, Kitab al-Adhaan, Chapter on the General Call to Prayer if He Has Anyone to Teach It, vol. 1, p. 223
8. Bukhari, Kitab al-Adhaan, Chapter on the General Call to Prayer if He Has Anyone to Teach It, vol. 1, p. 223, H. 595.
9. Al-Ansa: Verse 95
10. Sahih Al-Bukhari, Kitab al-Jihad wa al-Sirr, Chapter: Those who are not equal among the believers and those who strive in the way of Allah, Vol. 3, p. 1042, Hadith 2676.
11. Sahih Al-Bukhari, Kitab al-Jihad wa al-Sirr, Chapter: Allah Almighty says: Those who are not equal among the believers, Vol. 3, p. 1042, Hadith 2316.
12. Sahih Al-Bukhari, Kitab al-Tafseer, Chapter: Those who are not equal among the believers and those who strive in the way of Allah, Vol. 3, p. 1042, Hadith 2316.

13. Sunan al-Tirmidhi, Kitab Fazail al-Jihad, Chapter Ma Jaya fi al-Rakhsata Lahl al-Ghaz fi al-Qud, Vol.: 6, p. 191, Kh: 1680
14. Tafsir al-Qur'an al-Azeem, Ibn Kathir, Ismail bin Umar Abu al-Fida, Research: Sami bin Muhammad Salamah, Vol.: 28, p.
15. Surah Al-Nur: Verse, 61.
16. Surah Al-Nur: Ayat, 61.
17. Convention on the rights of persons with disabilities, New York, 13, December 2006, United Nations, Treaty series, vol.2015, Article.(27), p.19.
18. Article. (29), p.21
19. Tafheem-ul-Quran, Maududi, Syed Abu al-Ala, vol. 3, p. 42, Idara Tarjum-ul-Quran, Lahore, 1949
20. Translation of the Quran, Muhammad Taqi Usmani, vol. 6, p. 1089, Maktaba Ma'rif-ul-Quran Karachi, New Edition, 2011
21. Musnad Ahmad, from Musnad Bani Hashim, from Musnad Abdullah Ibn Abbas Ibn Abdul Muttalib, vol. 5, p. 83, H. 2913
22. Sahih Bukhari, Kitab al-Mardah, Chapter Fadl min Dhahab Basra, vol. 5, p. 214, H. 5329.
23. Sunan Tirmidhi, Chapters of Atheism, Chapter on the Deception of the Eye, Vol. 4, p. 202, H. 2400. Sunan Tirmidhi, Kitab al-Dawat, Chapter on Waiting for Relief and Other Things, Vol. 5, p. 569, H. 3578.